سرمایہ دارانہ نظام بحران پیدا کر رہا ہے اور اسلام کے نظام کے سوا کوئی راستہ نہیں

تحریر: استاد یعقوب ابراہیم – ولایہ سوڈان

(ترجمہ)

کئی یورپی ممالک میں احتجاج کی شدید لہریں دیکھی گئیں جن کی شروعات فرانس سے ہوئی۔ جہاں پیرس کی ضاحیہ کریٹائی کے ایک ہائی اسکول کے طلبہ کی طرف سے اساتذہ کی کمی کے خلاف کیے جانے والے ایک چھوٹے سے مظاہرے کے بعد، پیرس میں 8 لاکھ (800,000) سے زائد افراد کی شرکت کے ساتھ وسیع پیمانے پر احتجاج دیکھا گیا۔ پھر یہ لہر پھیل گئی اور فرانس کے تمام شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اور یہ مظاہرے تیزی سے بیلجیم، اٹلی، پرتگال، اسپین، یونان، آسٹریا اور البانیا تک منتقل ہو گئے۔ اور یورپ کے اکثریتی ممالک میں اجتماع کی کالز اب بھی مسلسل جاری ہیں۔ اور جرمن اخبار "ڈوئچے ویلے" کی ویب سائٹ کی 21/10/2026ء کی ایک تفصیلی رپورٹ کے مطابق، جرمنی، ہالینڈ، سربیا، آئرلینڈ اور دیگر یورپی ممالک میں بھی احتجاج کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں!

آخر یورپی عوام اپنے اس نظام کے خلاف کیوں چیخ اٹھے، جس پر وہ فخر کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں، حتیٰ کہ انہوں نے یہ کہہ کہہ کر سر درد کر دیا ہے کہ یہ انسان کا دریافت کردہ بہترین نظام ہے، بلکہ ان کے حکمران مسلسل محنت کے ساتھ اسے نافذ کرنے میں شب و روز لگے رہتے ہیں؟

ان تمام یورپی ممالک میں ان مظاہروں کا سبب زندگی کے اخراجات میں اضافہ، تعلیمی فیسوں میں اضافہ، اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کی ابتر ہوتی صورتحال ہے۔ اور ان تمام ممالک میں مظاہرین نے ان مسائل کی شکایت کی ہے، اور ساتھ ہی رہائشی مارکیٹ میں بڑھتے ہوئے بحران کی بھی، کیونکہ اب بہت سے لوگوں کے لیے بڑھتے ہوئے کرایوں کی ادائیگی اور دیگر فوری مطالبات کو برداشت کرنا ممکن نہیں رہا۔ خلاصہ یہ کہ یورپی عوام کو ان بنیادی ضروریات کی فراہمی سے محروم کر دیا گیا ہے جو انسان کو زندہ رکھتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام اپنے اندر سنگین غلطیاں اور شدید عیوب رکھتا ہے، جنہوں نے سیاست دانوں کو سرمایہ داریت پر خطرے کے سائرن بجانے پر مجبور کر دیا ہے۔ تاہم، یہ نظام اپنی بنیاد ہی سے ناکام ہے، اس لیے اس کی کوئی پیوند کاری کام نہیں دے سکتی، اگرچہ وہ اسے کچھ وقت کے لیے برقرار ہی کیوں نہ رکھے۔

سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی میں سب سے بری چیز اس کا معاشی نظام ہے۔ کیونکہ یہ نظام نجی ملکیت پر قائم ہے۔ سرمایہ داروں کا ماننا ہے کہ دنیا میں دولت افراد کی نجی ملکیت ہے، لہٰذا ریاست کی ملکیت اور عوامی ملکیت کا کوئی وجود نہیں۔ اور یہاں انہوں نے عام مفادات کے لیے معاشرے کی ضرورت کو سمجھنے میں غلطی کی، جیسے صحت، امن، اور تعلیم جس کے لیے یورپ میں اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ نے احتجاج کیا۔ اور وہ یہ نہ جان سکے کہ ان مفادات کی بہترین خدمت عوامی ملکیت کی دولت کرتی ہے، جیسے معدنیات، تیل و گیس کے وسائل، اور دیگر چیزیں... چنانچہ یہ عقلمندی نہیں کہ ان وسائل کو چند افراد کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان پر قبضہ کر لیں اور دوسروں کو قیمت ادا کیے بغیر ان سے فائدہ اٹھانے سے روک دیں!

پس دولت کی نوعیت کے لحاظ سے ملکیت کا ایک دائرہ کار ہوتا ہے، اس طرح کہ افراد کو ان کی ضرورت کی اشیاء کا مالک بننے کی اجازت دی جائے، اور عوام کو ان وسائل میں شریک کیا جائے جن کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ وہ سب کے لیے ہیں؛ جیسے جنگلات اور پانی کے ذرائع۔ اور اسی طرح ریاست کو بھی اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ ان چیزوں کی مالک بن سکے جو اسے لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کی ذمہ داری نبھانے کے قابل بنائیں۔ اور جب سرمایہ داروں نے ملکیت کی حد بندی کرنے میں غلطی کی، اور اس زاویے سے بات پر غور نہ کیا، تو حکمران اپنے عوام کو معزز زندگی فراہم کرنے میں ناکام ہو گئے، چنانچہ فقر، محتاجی اور ضروریات پورا کرنے میں عاجزی ظاہر ہوئی، اور ریاست کی دولت کی تقسیم میں توازن قائم کرنے کی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ پس یہ بالکل فطری بات ہے کہ لوگ سرمایہ دارانہ

نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، اور میں اس بات کو بعید نہیں سمجھتا کہ پوری دنیا اس نظام کے خلاف بغاوت کر دے جو آج دنیا پر مسلط ہے۔

سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں ملکیت کے اعتبار سے دولت کی درجہ بندی میں کی جانے والی بڑی غلطی نے عوام کے ایک بڑے طبقے کو اس دولت سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں اسے نافذ کرنے والے ممالک میں فقر پھیل گیا۔ حتیٰ کہ امریکہ میں فقر ایک وبائی سطح کا مسئلہ بن چکا ہے، جو کہ دنیا کی پہلی ریاست اور سرمایہ دارانہ نظام کا علمبردار ہے۔ امریکی مردم شماری بیورو (US Census Bureau) کے 15/09/2026ء کو جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق، خطِ فقر (Poverty line) سے نیچے زندگی بسر کرنے والے افراد کی تعداد تقریباً 34.5 ملین (3 کروڑ 45 لاکھ) ہے۔

اور دنیا میں بھوک سے متعلق اقوام متحدہ کے اعداد و شمار انتہائی حیران کن ہیں، اعداد و شمار صدمہ دینے والے اور خوفناک ہیں، اور بین الاقوامی تنظیموں کی تفصیل کے مطابق مسئلے کا حجم تباہ کن دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ عالمی ادارہ صحت (WHO) کی ویب سائٹ پر جولائی 2026ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں زرعی ترقی کے بین الاقوامی فنڈ (IFAD) کے سربراہ الفارو لاریو (Álvaro Lario) نے کہا: "(رپورٹ ہمیں بتاتی ہے کہ صحت بخش غذائی پیٹرن کی لاگت مسلسل بڑھ رہی ہے اور تقریباً 2.7 ارب افراد شاید اب بھی اس کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہیں۔ اور یہ کہ تقریباً 2.1 ارب افراد درمیانے یا شدید درجے کی غذائی غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں)"۔

مزید برآں، سرمایہ داروں نے انسان کی ضروریات کی درجہ بندی کی اور کہا کہ اس کی ضروریات صرف مادی ہیں، بلکہ وہ ان کا احاطہ کرنے میں بھی ناکام رہے، جبکہ ان کی تسکین کے وسائل (اشیاء اور خدمات) قلیل اور محدود ہیں۔ اس غلط نقطہ نظر نے انہیں صرف دولت کو بڑھانے میں مشغول کر دیا، اور ہر فرد کو اپنی مہارتوں اور قوتِ خرید کا استعمال کرنے پر چھوڑ دیا گیا، اور انہیں فرد کی صلاحیت یا عاجزی سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ کیونکہ سرمایہ دار افراد کی عاجزی اور عدم صلاحیت کو ایسا مسئلہ ہی نہیں سمجھتا جو تحقیق کا مستحق ہو، لہٰذا وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا اور نہ ہی اس کے حل کے بارے میں سوچنے میں کوئی دلچسپی رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یورپ میں حالات دھماکہ خیز ہو گئے۔

اور سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے سنگین غلطیوں میں سے ایک ان کا یہ دعویٰ ہے کہ تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وسائل ناکافی ہیں، حالانکہ یہ بات انسانی فطرت کے منافی ہے۔ کیونکہ انسان کے بقا کے لیے جن ضروریات کی تسکین درکار ہے وہ محدود ہیں، اور وہ ہیں: خوراک، لباس، مکان، علاج، تعلیم اور سیکیورٹی، اور ان کے علاوہ دیگر اشیاء آسائشات (Luxuries) میں شمار ہوتی ہیں۔ اور دنیا میں موجود اشیاء اور خدمات ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔ پس یہ بنیادی ضروریات کے معاملے کا ایک غلط جائزہ ہے، اور اس کا حل ضروریات کی حقیقت کو سمجھنا ہے، اور بنیادی ضروریات اور آسائشی ضروریات کے درمیان فرق کرنا واجب ہے تاکہ اس مسئلے کو سمجھنا آسان ہو جائے جس کا علاج مطلوب ہے، لیکن سرمایہ دار سمجھتے نہیں۔

جہاں تک سرمایہ دارانہ نظام میں سب سے بڑی افتاد کا تعلق ہے، تو وہ قیمت کا میکانزم (Price mechanism) ہے، کیونکہ انہوں نے اسے ہی لوگوں میں دولت کی تقسیم کو منظم کرنے والا بنا دیا ہے۔ اور اس طرح سرمایہ داریت نے یہ طے کر دیا ہے کہ انسان اپنی ضروریات صرف اسی حد تک پورا کرنے پر قادر ہوگا جس حد تک اس کے پاس مال موجود ہو۔ پس اگر اس کی آمدنی محدود ہے تو وہ محدود اشیاء اور خدمات کا مالک بنے گا، اور اگر اس کے پاس سرے سے کچھ نہیں ہے اور وہ پیداوار کی صلاحیت نہیں رکھتا تو اس کے لیے قبر کے سوا کوئی جگہ نہیں!

پھر یہ کہ سرمایہ دار ان نعمتوں سے غافل ہیں جو اللہ نے اپنی مخلوق پر نازل کی ہیں، چنانچہ انہوں نے نسبتی قلیت کا نظریہ دیا۔ جبکہ اسلام اس کے بالکل برعکس پر مبنی ہے، وہ وسائل کی فراوانی کی تائید کرتا ہے، کیونکہ دنیا میں بنیادی وسائل نایاب یا کم نہیں ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿**هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً**﴾ "وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین میں موجود تمام چیزوں کو پیدا کیا۔" (سورۃ البقرۃ:آیت 29)۔اور فرمایا: ﴿**وَالأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ**﴾ "اور اس نے مویشیوں کو تمہارے لیے پیدا کیا، ان میں تمہارے لیے جاڑے کا سامان (لباس) اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔" (سورۃ النحل:آیت 5)۔﴿**وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا**

أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ﴾ "اور اس نے زمین کے اوپر برپا کیے ہوئے پہاڑ بنا دیے اور اس میں برکت رکھی اور چار دنوں میں مانگنے والوں کے لیے اس کے اندر ان کی خوراک کا اندازہ مقرر کر دیا۔" (سورۃ فصلت:آیت 10)

اور ان نعمتوں کو سمجھنے میں غلطی کے نتیجے میں وہ قارون کی طرح ہو گئے ہیں جو دولت ختم ہو جانے کے خوف سے اسے جمع سے جمع تر کرتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی ریاست کے ذریعے انہیں زمین میں دھنسا دے گا، ان شاء اللہ۔

اسلام ایک ایسا نظام لے کر آیا ہے جو لوگوں کو اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے دولت کی ملکیت کا حق دیتا ہے، اور جو شخص ان ضروریات کو پورا نہ کر سکے اسے فقیر قرار دیتا ہے۔ پس اسلام نے فقر (غربت) کو ایک ایسا دشمن بنایا ہے جس کے مسلم معاشرے میں وجود کی اجازت نہیں ہے، چنانچہ اس کے لیے ایسے احکام وضع کیے جو اسے مکمل طور پر ختم کر دیتے ہیں، بلکہ اس کا تعلق ایمان کے ساتھ جوڑا:**«مَا آمَنَ بِي مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهِ»** "وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو خود پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پہلو میں رہنے والا پڑوسی بھوکا ہو اور وہ اس کے بارے میں جانتا ہو۔"

اور اس کے علاوہ دیگر ایسے احکام ہیں جو لوگوں اور دولت کے درمیان تعلق کو منظم کرتے ہیں، لہٰذا عزت کی زندگی حاصل کرنے کے لیے ریاستِ خلافت کے خلاف مظاہرے کرنے کی کوئی گنجائش نہیں بچتی۔

خلاصہ یہ کہ سرمایہ داروں نے ضروریات کے مقابلے میں اشیاء کی نسبتی قلیت کا نظریہ دے کر غلطی کی، اور ملکیت کے اعتبار سے دولت کی درجہ بندی میں غلطی کی، اور اس غلطی میں حد سے بڑھ گئے کہ قیمت کو ہی لوگوں کے درمیان دولت کی تقسیم کا واحد ضامن بنا دیا، جس نے فقر اور محتاجی کو جنم دیا اور لوگوں کو ان غلط افکار کے خلاف نکلنے پر مجبور کیا۔

انسانیت کو اپنے معاشی مسائل کا کوئی علاج نہیں ملے گا، اور نہ ہی لوگ ان غلط افکار کے تسلط سے آزاد ہوں گے، الا یہ کہ مسلمان اپنے عظیم اسلام کے نظام کی طرف، اس کی ریاستِ خلافت کے سایہ تلے، فوری طور پر لوٹ آئیں، تاکہ وہ خود کو آزاد کرا سکیں اور انسانیت کو سرمایہ دارانہ نظام کے شرور سے نجات دلا سکیں۔